از عدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 6 ستمبر 2000

نرسنگھ داس تپاڈیا

بنام

گورنرداس پارٹانی و دیگر

[کے ٹی تھامس اور آر پی سیٹھی، جسٹس صاحبان]

نیگوشیبل انسٹرومینٹس ایکٹ، 1881: دفعہ 138 (C)-توضیحات اور 242۔

چیک-منسوخ- ادائیگی کا نوٹس 26.10.1994 کو دیا گیا -دفعہ 138 کے تحت شکایت 8.11.1994 کو درج کی گئی-شکایت کو ناقص قرار دے کر واپس کر دیا گیا-شکایت کو دوبارہ درج کیا گیا اور عدالت نے 17.11.1994 پر نوٹس لیا-ٹرائل کورٹ کی طرف سے اپیلٹ کورٹ کے ذریعے سزا کو برقرار رکھا گیا-عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر سزا کو کالعدم قرار دیتے ہوئے کہ شکایت قبل از وقت تھی-عدالت عظمیٰ کے سامنے اپیل-قرار دیا گیا، ہائی کورٹ نے یہ کہتے ہوئے غلطی کی کہ شکایت کو قبل از وقت قرار دے کر خارج کیا جاسکتا ہے-ملزمان نے پوری رقم ادا کر دی ہے، قید کی سزا جرمانے کے ساتھ بدل دی گئی۔

فوجداری مقدمے کی سماعت-عدالت-جرم کا نوٹس لینا-معنی اور دائرہ کار

مدعاعلیہ نے اپیل کنندہ کی طرف سے 2,30,000 روپے کی رقم ادھار لی اور اس کے حق میں ایک موخر تاریخ کا چیک جاری کیا۔جب چیک ادائیگی کے لیے پیش کیا گیا تو فنڈز کی کمی کی وجہ سے بینک نے اس کو منسوخ کیا۔اپیل گزار کی طرف سے ادائیگی کا مطالبہ کرنے والے اور مدعاعلیہ کی طرف سے 26 اکتوبر 1994 کو موصول ہونے والے نوٹس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ نتیجتاً، اپیل کنندہ نے نیگوشیبل انسٹرومینٹس ایکٹ، 1881 کی دفعہ 138 کے تحت 8.11.1994 پر شکایت درج کرائی لیکن اسے ناقص کے بنا پر واپس کر دیا گیا۔جب شکایت دوبارہ درج کی گئی تو ٹرائل عدالت نے 17.11.1994 پر نوٹس لیا۔اس نے مدعاعلیہ کو دفعہ 138 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے چھ ماہ کے لیے سادہ قید کی سزا سنائی۔اپیلٹ عدالت نے ٹرائل عدالت کی طرف سے دی گئی سزا دہی اور سزا کی تصدیق کی۔اپیل پر عدالت عالیہ نے سزا کو کالعدم قرار دیتے ہوئے کہا کہ مدعاعلیہ کے خلاف دائر شکایت قبل از وقت تھی۔

عدالت عالیہ نے یہ بھی فیصلہ دیا کہ چونکہ مدعاعلیہ کو 26 اکتوبر 1994 کو نوٹس جاری کیا گیا تھا، لہذا اپیل کنندہ 15 دن کی مدت ختم ہونے سے پہلے شکایت درج نہیں کر سکتا۔ عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف اس عدالت میں اپیل کی گئی۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

حکم ہوا کہ: 1. متنازعہ فیصلہ قانون اور حقائق کے غلط مفروضوں پر مبنی ہوتا ہے۔ نتیجتاً اسے الگ کر دیا جاتا ہے۔ [177 E]

2. نیگوشیبل انسٹرومینٹس ایکٹ، 1881 کی دفعہ 138 کی شق (c) کی تعمیل عدالت کو شکایت پر غور کرنے کے قابل بناتی ہے۔ دفعہ 142 کی شق (b) ایک مدت مقرر کرتی ہے جس کے اندر دفعہ 138 کی شق (c) کے تحت پیدا ہونے والی کارروائی بنائے نالش کی تاریخ سے شکایت درج کی جاسکتی ہے۔ کوئی مدت مقرر نہیں کی گئی ہے جس سے پہلے شکایت درج نہیں کی جاسکتی، اور اگر دفعہ 138 کی شق (c) کے لحاظ سے کارروائی بنائے نالش کا انکشاف نہیں کیا جاتا ہے، تو عدالت اس وقت تک نوٹس نہیں لے سکتی جب تک کہ مستغیث کے سامنے کارروائی بنائے نالش پیدا نہ ہو۔" عدالت کی طرف سے کسی جرم کا نوٹس لینا مستغیث کی طرف سے شکایت درج کرنے سے الگ ہونا چاہیے۔ نوٹس لینے کا مطلب ہوگا عدالت کی طرف سے مجرم کے خلاف عدالتی کارروائی شروع کرنے کے لیے کی گئی کارروائی جس جرم کے سلسلے میں شکایت درج کی گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ کہا جاسکے کہ کسی مجسٹریٹ یا عدالت نے کسی جرم کا نوٹس لیا ہے، یہ ظاہر کیا جانا چاہیے کہ اس نے شکایت کے موقع پر معاملے میں مزید کارروائی کے مقصد سے حقائق پر اپنا ذہن لگایا ہے۔ اگر مجسٹریٹ یا عدالت نے شکایت پر کارروائی کرنے کے مقصد سے نہیں بلکہ ضابطہ فوجداری کے تحت کسی اور قسم کی کارروائی کرنے کے لیے ذہن کا استعمال کیا ہے جیسے کہ دفعہ 156(3) کے تحت تحقیقات کا حکم دینا یا حکم نامہ تلاشی جاری کرنا، تو کہا نہیں جاسکتا کہ اس نے جرم کا نوٹس لیا ہے۔ [175 B-F]

نارائن داس بھگوان داس مادھو داس بنام ریاست مغربی بنگال، اے آئی آر (1959) ایس سی 1118 اور گوپال داس سندھی و دیگران، بنام ریاست آسام و دیگر، اے آئی آر (1961) ایس سی 986، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

3. عدالت میں صرف شکایت پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ مجسٹریٹ نے اس کا نوٹس لیا تھا۔ اگر شکایت قبل از وقت پائی جاتی ہے، تو اسے پختگی کا انتظار کیا جاسکتا ہے یا بعد میں دائر کرنے کے لیے مستغیث کو واپس کیا جاسکتا ہے اور اس کی محض پیش کش کو پہلے کی تاریخ میں ضروری نہیں کہ شکایت کو مسترد کیا جائے یا ملزم کو خود کو جرم کی فوجداری ذمہ داری سے بری کرنے کا کوئی حق دیا جائے۔ فوری معاملے میں 8.11.1994 پر شکایت کی محض پیش کش جب اسے شکایت کنندہ/اپیل کنندہ کو اس بنیاد پر واپس کیا گیا کہ تصدیق پر وکیل کے دستخط نہیں تھے، تو اسے مجسٹریٹ کی جانب سے نوٹس لینے کی کارروائی نہیں کہا جاسکتا۔ 8.11.1994 پر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا، لیکن مجسٹریٹ کو دکھایا گیا ہے کہ اس نے اپنے ذہن کا

استعمال کیا اور صرف 17.11.1994 پر نوٹس لیا۔ لہذا، عدالت عالیہ نے غلط فیصلہ دیا کہ شکایت قبل از وقت ہے اور اسے خارج کیا جا سکتا ہے۔ [176 d; 177 B-D]

نرمل جیت سنگھ ہون بنام ریاست مغربی بنگال و دیگر، [1973] 3 ایس سی سی 753 اور ڈی لکس منارائن ریڈی و دیگر بنام نارائن ریڈی و دیگراں، اے آئی آر (1976) ایس سی 1672 کا حوالہ دیا گیا۔

4. مدعا علیہ نے اپیل کنندہ کو پوری رقم ادا کر دی ہے۔ لہذا مدعا علیہ کو واپس جیل بھیجنے سے کوئی مفید مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اس کے مطابق مدعا علیہ کو دی گئی قید کی سزا کی 5000 روپے جرمانہ عائد کیا جاتا ہے جو دو ماہ کے اندر اندر جمع کرایا جائے گا۔ [177 F-H]

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 752، سال 2000۔

آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے 10.2.99 کے فوجداری آر سی نمبر 389، سال 1997 کے فیصلے اور حکم سے۔

حاضر فریقین کے لیے کے مورتی راؤ، ڈی مہیش بابو، محترمہ ٹی انامیکا، گنٹور پربھاکر اور آر این کیشوانی۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس سیٹھی نے سنایا۔

اجازت دی گئی۔

الزام کے ثبوت پر، مدعا علیہ کو ٹرائل عدالت نے نیگوشیبل انسٹرومینٹس ایکٹ، 1881 (جسے اس کے بعد "ایکٹ" کہا جاتا ہے) کی دفعہ 138 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے چھ ماہ کی سادہ قید کی سزا سنائی گئی۔ ان کی اپیل کو اپیلٹ عدالت نے خارج کر دیا تھا جس میں ٹرائل عدالت کی طرف سے دی گئی سزا دہی اور سزا کی تصدیق کی گئی تھی۔ تاہم، نظر ثانی میں، عدالت عالیہ نے ٹرائل عدالت کے ساتھ ساتھ اپیلٹ عدالت کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے کہا کہ مدعا علیہ کے خلاف دائر شکایت قبل از وقت تھی۔

مقدمے کے حقائق یہ ہیں کہ مدعا علیہ نے اپیل کنندہ کی طرف سے 2,30,000 روپے کی رقم ادھار لی تھی اور اس کے حق میں ایک موخر تاریخ کا چیک جاری کیا۔ جب 3.10.1994 کو مطالبہ کے لئے چیک پیش کیا گیا تھا تو "ناکافی فنڈز" کی وجہ سے بینک نے 6.10.1994 پر اس کو منسوخ کیا۔ اپیل کنندہ نے ملزم سے 7.10.1994 اور 1 7.10.1994 پر بھیجے گئے اپنے ٹیلیگرام کے ذریعے رقم واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ مدعا علیہ کو 19.10.1994 پر ایک نوٹس بھی جاری کیا گیا تھا جس میں رقم ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ 26 اکتوبر 1994 کو نوٹس موصول ہونے کے باوجود مدعا علیہ نے نہ تو رقم ادا کی اور نہ ہی کوئی جواب دیا۔ اپنا مقدمہ ثابت کرنے کے لیے، شکایت کنندہ/اپیل کنندہ نے تین گواہوں سے پوچھ گچھ کی اور ثابت شدہ دستاویزات میں P-1 سے P-6 کی نمائش کی۔ مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 313 کے تحت

اپنے بیان میں مدعاعلیہ نے الزامات کی تردید کی لیکن کوئی دفاعی ثبوت پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ شواہد کے تجزیے اور فریقین کے وکیل کو سننے کے بعد ٹرائل عدالت نے مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا:

"مستغیث نے ثابت کیا کہ ملزم نے اس کی طرف سے 2,30,000 روپے ادھار لیے تھے اور ملزم نے نمائش P3 جاری کیا؛ چیک اور چیک فنڈز کی کمی کی وجہ سے واپس کر دیا گیا اور ملزم نے مستغیث سے نوٹس موصول ہونے کے باوجود رقم ادا نہیں کی اور اس لیے ملزم نیگو شیبل انسٹرومینٹس ایکٹ کی دفعہ 138 کے تحت سزا کا ذمہ دار ہے۔"

جیسا کہ پہلے دیکھا گیا ہے، مدعاعلیہ کی طرف سے دائر اپیل 19 اپریل 1997 کو مسترد کر دی گئی تھی۔ عدالت عالیہ نے پایا کہ چونکہ 26 اکتوبر 1994 کو ملزم کو چیک کی منسوخی کا نوٹس جاری کیا گیا تھا، مستغیث/اپیل کنندہ 15 دن کی مدت ختم ہونے تک شکایت درج نہیں کر سکتا تھا۔ حقائق پر یہ پایا گیا کہ 8.11.1994 پر درج کی گئی شکایت میں کچھ عیب پائے جانے کے بعد اسے واپس کر دیا گیا تھا۔ تاہم، جب دوبارہ دائر کیا گیا تو عدالت نے 17.11.1994 پر نوٹس لیا۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ 8.11.1994 پر دائر کی گئی اصل شکایت قبل از وقت تھی اور اسے مسترد کیا جا سکتا ہے۔

ایکٹ کی دفعہ 142 میں کہا گیا ہے:

" جرائم کا اعتراف-ضابطہ فوجداری، 1973 (2، سال 1974) میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود،-

(a) کوئی بھی عدالت دفعہ 138 کے تحت قابل سزا کسی جرم کا نوٹس نہیں لے گی سوائے اس کے کہ ادائیگی کرنے والے یا، جیسا بھی معاملہ ہو، چیک کے مقررہ وقت میں ہولڈر کی طرف سے تحریری طور پر کی گئی شکایت پر۔

(b) ایسی شکایت اس تاریخ کے ایک ماہ کے اندر کی جاتی ہے جس پر دفعہ 138 کی شق (c) کے تحت بنائے نالش پیدا ہوتا ہے۔

(c) میٹروپولیٹن مجسٹریٹ یا فرسٹ کلاس کے جوڈیشل مجسٹریٹ سے کمتر کوئی عدالت دفعہ 138 کے تحت قابل سزا کسی جرم کی سماعت نہیں کرے گی۔"

دفعہ 138 کی ذیلی دفعہ (c) جو چیک کی منسوخی کو جرم بناتی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ دفعہ میں موجود کچھ بھی اس وقت تک لاگو نہیں ہوگا جب تک کہ:

"(c) اس طرح کے چیک کا دراج مذکورہ نوٹس کی وصولی کے پندرہ دن کے اندر چیک کے مقررہ وقت میں وصول کنندہ یا ہولڈر کو مذکورہ رقم کی ادائیگی کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

وضاحت- اس دفعہ کے مقاصد کے لیے، 'قرض یا دیگر واجبات' کا مطلب قانونی طور پر قابل نفاذ قرض یا دیگر واجبات ہے۔

دفعہ 138 کی شق (c) کی تعمیل عدالت کو شکایت پر غور کرنے کے قابل بناتی ہے۔ دفعہ 142 کی شق (b) ایک مدت مقرر کرتی ہے جس کے اندر دفعہ 138 کی شق (c) کے تحت پیدا ہونے والی کارروائی بنائے نالش کی تاریخ سے شکایت درج کی جا سکتی ہے۔ کوئی مدت مقرر نہیں کی گئی ہے جس سے پہلے شکایت درج نہیں کی جا سکتی، اور اگر دفعہ 138 کی شق (c) کے لحاظ سے کارروائی بنائے نالش کا انکشاف نہیں کیا جاتا ہے، تو عدالت اس وقت تک نوٹس نہیں لے سکتی جب تک کہ مستغیث کے سامنے کارروائی بنائے نالش پیدا نہ ہو۔

"عدالت کی طرف سے کسی جرم کا نوٹس لینا مستغیث کی طرف سے شکایت درج کرنے سے الگ ہونا چاہیے۔ نوٹس لینے کا مطلب ہے عدالت کی طرف سے مجرم کے خلاف اس جرم کے سلسلے میں عدالت کارروائی شروع کرنے کے لیے کی گئی کارروائی جس کے بارے میں شکایت درج کی گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ کہا جا سکے کہ کسی مجسٹریٹ یا عدالت نے کسی جرم کا نوٹس لیا ہے، یہ ظاہر کیا جانا چاہیے کہ اس نے مستغیث کے کہنے پر معاملے میں مزید کارروائی کے مقصد سے حقائق پر اپنا ذہن لگایا ہے۔ اگر مجسٹریٹ یا عدالت نے شکایت پر کارروائی کرنے کے مقصد سے نہیں بلکہ ضابطہ فوجداری کے تحت کسی اور قسم کی کارروائی کرنے کے لیے ذہن کا استعمال کیا ہے جیسے کہ دفعہ 156(3) کے تحت تحقیقات کا حکم دینا یا حکم نامہ تلاشی جاری کرنا، تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے نارائن داس بھگوان داس مادھوداس بنام ریاست مغربی بنگال، اے آئی آر (1959) ایس سی 1118؛ اور گوپال داس سندھی و دیگراں بنام ریاست آسام و دیگر، اے آئی آر (1961) ایس سی 986 کے جرم کا نوٹس لیا ہے۔

نرملجیت سنگھ ہون بنام ریاست مغربی بنگال و دیگر، [1973] 3 ایس سی سی 753 میں اس عدالت نے مشاہدہ کیا:

"ضابطہ فوجداری کی دفعہ 190 کے تحت، مجسٹریٹ کسی جرم کا نوٹس لے سکتا ہے، یا تو شکایت موصول ہونے پر یا پولیس رپورٹ پر یا دوسری صورت میں موصول ہونے والی معلومات پر۔ جہاں اس کے سامنے شکایت پیش کی جاتی ہے، وہ دفعہ 200 کے تحت اس میں کیے گئے جرم کا نوٹس لے سکتا ہے اور پھر اسے شکایت اور اپنے گواہوں کی جانچ پڑتال کرنی ہوتی ہے۔ اس طرح کے معائنے کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا شکایت میں جرم کے ملزم شخص کے خلاف پہلی نظر میں کوئی مقدمہ ہے، اور ایسی شکایت پر کارروائی کے معاملے کو روکنا ہے جو یا تو جھوٹی ہے یا پریشان کن ہے یا صرف

ایسے شخص کو ہراساں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اس طرح کی جانچ یہ معلوم کرنے کے لیے فراہم کی جاتی ہے کہ آگے بڑھنے کے لیے کافی بنیاد موجود ہے یا نہیں۔دفعہ 202 کے تحت،ایک مجسٹریٹ، شکایت موصول ہونے پر، کارروائی کے معاملے کو ملتوی کر سکتا ہے اور یا تو خود اس معاملے کی تحقیقات کر سکتا ہے یا اس کی سچائی یا جھوٹ کا پتہ لگانے کے لیے اس کے ماتحت مجسٹریٹ یا پولیس افسر کے ذریعے تحقیقات کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔دفعہ 203 کے تحت،وہ شکایت کو مسترد کر سکتا ہے ؛اگر، مستغیث اور اس کے گواہوں کا بیان لینے کے بعد اور تحقیقات کا نتیجہ،اگر کوئی ہو، دفعہ 202 کے تحت،اس کے فیصلے میں 'کارروائی کے لیے کافی بنیاد نہیں ہے'۔

عدالت میں صرف شکایت پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ مجسٹریٹ نے اس کا نوٹس لیا تھا۔اگر شکایت قبل از وقت پائی جاتی ہے، تو اسے پختگی کا انتظار کیا جا سکتا ہے یا بعد میں دائر کرنے کے لیے مستغیث کو واپس کیا جا سکتا ہے اور اس کی محض پیش کش کو پہلے کی تاریخ میں ضروری نہیں کہ شکایت کو مسترد کیا جائے یا ملزم کو خود کو جرم کی فوجداری ذمہ داری سے بری کرنے کا کوئی حق دیا جائے۔ایک بار پھر اس عدالت نے ڈی لکشمی نارائن ریڈی و دیگراں بنام بنام نارائن ریڈی و دیگراں،اے آئی آر (1976) ایس سی 1672 میں اس معاملے کو نمٹا اور مشاہدہ کیا:

"دفعہ 190 کے تحت مجسٹریٹ کے ذریعے 'کسی جرم کا نوٹس لینے' کا کیا مطلب ہے ؟ضابطے میں اس اظہار کی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔لیکن ضابطہ اخلاق کی اسکیم، دفعہ 190 کے مواد اور معمولی عنوان اور باب XIV کے عنوان سے جس کے تحت دفعہ 190 سے 199 واقع ہوتی ہیں، یہ واضح ہے کہ عدالت میں مقدمہ تب ہی قائم کیا جا سکتا ہے جب عدالت اس میں مبینہ جرم کا نوٹس لے۔اس طرح کا ادراک کرنے کے طریقے دفعہ 190(1) کی شقوں (a)،(b) اور (c) میں بیان کیے گئے ہیں۔مجسٹریٹ نے جرم کا نوٹس لیا ہے یا نہیں،اس کا انحصار مخصوص کیس کے حالات پر ہوگا، بشمول اس طریقے پر جس میں کیس قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے،اور مجسٹریٹ کے ذریعہ کی گئی ابتدائی کارروائی کی نوعیت، اگر کوئی ہو۔بڑے پیمانے پر، جب شکایت موصول ہونے پر، مجسٹریٹ دفعہ 200 کے تحت کارروائی کے مقاصد کے لیے اپنے ذہن کا استعمال کرتا ہے اور ضابطہ اخلاق، سال 1973 کے باب XV میں آنے والی دفعات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے دفعہ 190(1)(a) کے معنی میں جرم کا نوٹس لیا ہے۔اگر باب XV کے تحت کارروائی کرنے کے بجائے، اس نے اپنی صوابدید کے عدالتی استعمال میں، کسی اور قسم کی کارروائی کی ہے، جیسے کہ تحقیقات کے مقصد کے لیے حکم نامہ تلاشی جاری کرنا، یا دفعہ 156(3) کے تحت پولیس کے ذریعے تحقیقات کا حکم دینا، تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی جرم کا نوٹس لیا ہے۔

فوری معاملے میں 8.11.1994 پر شکایت کی محض پیش کش جب اسے شکایت کنندہ/اپیل کنندہ کو اس بنیاد پر واپس کیا گیا کہ تصدیق پر وکیل کے دستخط نہیں تھے، تو اسے مجسٹریٹ کی جانب سے نوٹس لینے کی کارروائی نہیں کہا جا سکتا۔ ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ نے نہ صرف قانون کی غلطی کی ہے بلکہ حقیقت کی بھی غلطی کی ہے۔ 8.11.1994 پر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا، لیکن مجسٹریٹ کو دکھایا گیا ہے کہ اس نے اپنے ذہن کا استعمال کیا اور صرف 17.11.1994 پر نوٹس لیا۔ عدالت عالیہ کے فاضل جج نے ایکٹ اور ضابطہ فوجداری کی مختلف کی توضیعات حوالہ دیے بغیر غلط فیصلہ دیا:

"اس معاملے کو دائر کرنے کی تاریخ یعنی 8.11.1994 اہم ہے۔ مدعا علیہ کی طرف سے کچھ اعتراضات کی تعمیل کے لیے دائر کی گئی شکایت کی واپسی اور اس کے بعد اس معاملے میں 17.11.1994 پر فائل کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اثر انداز ہوتا ہے۔ لہذا، شکایت قبل از وقت ہے اور اسے مسترد کیا جا سکتا ہے۔"

چونکہ اعتراض شدہ فیصلہ قانون اور حقائق کے غلط مفروضوں پر مبنی ہوتا ہے، اس لیے اسے مسترد کیا جا سکتا ہے۔

جو کچھ یہاں اوپر بیان کیا گیا ہے اس کے پیش نظر، اس اپیل کی اجازت متنازعہ حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے دی گئی ہے، جس کے نتیجے میں ایکٹ کی دفعہ 138 کے تحت مدعا علیہ کی سزا کو برقرار رکھا گیا ہے۔

جہاں تک سزا سنانے کا تعلق ہے، ہم اس معاملے میں ہونے والی پیش رفت کی روشنی میں نرم رویہ اختیار کرنے کے لیے مائل ہیں۔ مدعا علیہ نے 24.8.2000 پر ایک حلف نامہ دائر کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اپیل کنندہ کو 3,94,243.33 روپے کی رقم ادا کی گئی ہے جس میں چیک کی رقم اور اس پر قابل ادائیگی سود شامل ہے۔ اپنے جمع کرانے کی حمایت میں اس نے حلف نامے کے ساتھ ضمیمہ R-1 اور R-2 دائر کیا ہے۔ اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے رقم کی ادائیگی کو تسلیم کیا ہے۔ اس طرح، ہم محسوس کرتے ہیں کہ مدعا علیہ کو واپس جیل بھیجنے سے کوئی مفید مقصد پورا نہیں ہوگا کیونکہ انصاف کے مفادات صرف اوپر بیان کردہ حالات میں جرمانے کی سزا کے ذریعے پورے ہوں گے۔ اس کے مطابق، ایکٹ کی دفعہ 138 کے تحت سزا پانے پر، مدعا علیہ کو دی گئی قید کی سزا کی جگہ پانچ ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جاتی ہے جسے دو ماہ کے اندر جمع کرایا جاتا ہے۔ اگر جرمانے کی رقم مقررہ وقت کے اندر جمع نہیں کی جاتی ہے تو مدعا علیہ کو اس کی خلاف ورزی پر تین ماہ قید کی سزا ہوگی۔

ٹی۔این۔اے۔ **اپیل کی منظوری دی گئی۔**

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:18
I am the author of this document